سالانہ قیمت تین روپیہ آٹھ آنہ (عہ)

رجسٹرڈ نمبر ایل ۸۹

نور افشاں

[illegible] پروفیسر محمد اسمٰعیل صاحب ایم اے ۱۴ وارث روڈ - لاہور

[illegible] پادری غلام مسیح صاحب میکلوڈ روڈ - لاہور

پادری ڈبلیو - جے - کلارک صاحب ایم - اے - ایمپرس روڈ - لاہور منیجر

جملہ خط و کتابت و ترسیل زر وغیرہ بنام منیجر صاحب ہونا چاہیے تمام مضامین و اشتہارات وغیرہ براہِ مہربانی کاغذ کے ایک طرف تحریر کر کے دفتر نور افشاں میکلوڈ روڈ لاہور کے پتہ پر ارسال فرمایا کریں۔

حقیقی نور وہ تھا جو دنیا میں آ کے ہر ایک آدمی کو روشن کرتا ہے

جلد ۵۴ | ہفتہ وار بروز جمعہ لاہور سے شائع ہوتا ہے - ۲ جولائی ۱۹۲۶ء | نمبر ۲۷

بے ثباتی دنیا

(جناب ڈاکٹر چوہدری غلام حیدر صاحب)

ابتدا ہی ابتدا ہے انتہا کچھ بھی نہیں
گلشنِ دنیا ہی فانی ہیں مزا کچھ بھی نہیں

انتہا کیسا کہاں نا آشنا کچھ بھی نہیں
جیتے جی کے ہیں یہ سب بعد فنا کچھ بھی نہیں

ہوش کی لو عاشقو حُسنِ دنیا ہوش کی
گو یہ ہے مجموعۂ خوبی - وفا کچھ بھی نہیں

کیا ہوا قارون کہاں شداد کی جنت گئی
آج اک قبرِ شکستہ کے سوا کچھ بھی نہیں

رہ گئی لقمان کی بھی عقل حیراں ہی یہاں
وقت مردن کام حکمت نے دیا کچھ بھی نہیں

قبر کے اک گوشۂ تاریک میں سونے کے بعد
کام آئینگے احباب و اقربا کچھ بھی نہیں

بے ثباتی ہائے دنیا پر نظر ہوتی نہیں
ایک دن یہ خود کہیگی - دیکھنا کچھ بھی نہیں

جائے عبرت ہے یہ آبادی بھی گورستاں تھی
ہر طرف سے آ رہی ہے اک صدا کچھ بھی نہیں

رات جس جا گرمیِ بازار بزم عیش تھی
صبح کو دیکھا وہاں جا کر سوا کچھ بھی نہیں

عیش کی منزل نہ سمجھو قافلے والو اسے
یہ نظر کے ایک دھوکے کے سوا کچھ بھی نہیں

دل لگانا ایسی ہستی سے محض بیجا ہے
جسکی فطرت میں جفا دُکھ کے سوا کچھ بھی نہیں

عیش دو روزہ پہ اتنے ہو گئے مغرور تم
وہ بھی عشرت ہے کوئی جس میں بقا کچھ بھی نہیں

جس پہ تم مٹتے ہو وہ خود دیکھنا مٹ جائیگی
سب ہے دھوکا غیر از ذات خدا کچھ بھی نہیں

رحمت رب العلےٰ کا اک سہارا ہے مجھے
یوں تو حیدر کام عقبےٰ کا کیا کچھ بھی نہیں۔

تجور میں ایک سوداگر کے پاس ایک قیمتی ہیرا پایا گیا ہے جو کہا جاتا ہے کہ مرہٹہ حکومت کے تجور دا رے محل کے مال کی نیلامی میں دستیاب ہوا تھا۔ یہ ہیرا ہلکے پیازی رنگ کا ہے۔ لیکن آفتاب کی شعاعیں پڑنے پر ہلکا نیلگوں رنگ کا ہو جاتا ہے۔ (عام)

آ - اور چل کر دیکھ لے

یوحنا کی انجیل پہلا باب ۴۵/۴۶

فلپس نے اپنے دوست نتھانیل کے پاس جا کر نہایت عاجزی کے ساتھ یہ بیان کیا کہ جس کا ذکر موسےٰ نے توریت میں اور نبیوں نے کیا ہے۔ ہم نے اُسے پایا۔ وہ یوسف کا بیٹا یسوع ناصری ہے۔ نتھانیل نے اُسے کہا کہ کیا ناصرت سے کوئی اچھی چیز نکل سکتی ہے؟ فلپس نے کہا کہ آ چل کر دیکھ لے۔ ناظرین پر یہ بات اظہر من الشمس رہے کہ توریت و نبیوں کی کتابوں میں جو پیشینگوئیاں پائی جاتی ہیں۔ وہ صرف یسوع مسیح کے حق میں ہیں کہ داؤد کی نسل سے ایک نجات دینے والا بیت اللحم میں پیدا ہوگا۔ نتھانیل ان پیشینگوئیوں کی خبر سنکر فلپس کے بیان پر شک لایا۔ اس لئے کہ یہ بات مشہور ہو گئی تھی کہ یسوع مسیح داؤد کے خاندان سے پیدا ہوگا۔ لہٰذا نتھانیل کے نزدیک فلپس کے بیان میں مخالفت پڑی۔ سو اس نے اپنا شک ظاہر کر کے حقارت کی نظر سے یہ سوال کیا کہ ناصرت سے کوئی اچھی چیز نکل سکتی ہے۔ اس سوال کے جواب میں فلپس کوئی دلیل نہ لایا۔ حالانکہ وہ کافی دلیل دے سکتا تھا۔ پر اُس نے اس کو فقط یہی جواب دیا کہ آ۔ چل کر دیکھ لے +

اسی باب کی ۴۷-۴۸-۴۹ آیتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ یسوع کی نتھانیل سے باتیں ہوئیں اور نتھانیل ایمان لا کر صاف کہتا ہے کہ اے ربی تو خدا کا بیٹا اور تو اسرائیل کا بادشاہ ہے۔ سلیمان کی شہرت جب سبا کی ملکہ نے سُنی تو اُس کے دل میں شک پیدا ہوا کہ شاید یہ ساری باتیں جھوٹی ہیں۔ پس اس لئے وہ بہت سے مشکل سوالوں سے اُس کو آزمانے آئی۔ مگر جب سلیمان نے اُس کے سب سوالوں کا جواب دیدیا اور جب اُس نے سلیمان کی ساری دانشمندی کا حال اور اس کے گھر اور محلوں کی رونق

اپنی آنکھوں سے دیکھ لی تو اس میں اس وقت کچھ ہوش باقی نہ رہا اور اس کے دل کا تمام شک وشبہ جاتا رہا۔

محترم حاضرین۔ اپنی آنکھوں کے دیکھنے سے اس کی کامل تسلی ہوگئی۔ کیونکہ یہ تحقیق خبر تھی جو میں نے تیری کراماتوں اور دانشمندیوں کی بابت اپنے ملک میں سنی تھی۔ لیکن جب تک میں نے آکر اپنی آنکھوں سے نہ دیکھا تھا۔ تب تک ان باتوں کو باور نہ کر سکتی تھی اور دیکھ وہ چیز جو میں نے سنی تھی سو آدھی بھی نہ ہوئی۔ کیونکہ تیری دانش اور اقبالمندی اس شہرت سے جو میں نے سنی تھی کہیں زیادہ تھی۔ پہلا سلاطین ۱۰: ۳-۷۔ گو نتھانیل بھی اسی طرح شک وشبہ کرتا تھا کہ کیا ناصرت سے اچھی چیز نکل سکتی ہے۔ لیکن جب اس نے خود آکر مسیح کو اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا تب اس کا شک وشبہ جاتا رہا اور پھر ایک دم یہ بول اٹھا کہ اے ربی تو خدا کا بیٹا اور تو اسرائیل کا بادشاہ ہے۔ آئینہ کے دیکھنے سے اسکی خوبی پر نگاہ کرنے سے اس کا شک وشبہ دور ہو جاتا ہے۔ صرف سننے ہی سے کچھ حاصل نہیں ہوتا۔ سبا کی ملکہ نے بہت کچھ سنا تھا۔ لیکن جب تک اُس نے اپنی آنکھوں سے نہ دیکھا تھا تب تک اُن حقیقتوں کو باور نہ کر سکی۔

عزیز دوستو نتھانیل نے بھی موسےٰ کی توریت اور نبیوں کی کتابوں میں مسیح کی بابت بہت کچھ سنا تھا۔ لیکن جب تک اُس نے مسیح کو اپنی آنکھوں سے نہ دیکھ لیا یقین نہ لایا۔ اس لئے صرف سننا ہی کافی نہیں ہو سکتا بلکہ آنکھوں سے دیکھنا چاہئے اور دل سے سمجھنا چاہئے۔

پطرس اور یوحنا کی بابت ذرا دیکھئے۔ جب مریم مگدلینی قبر پر آئی اور پتھر کو قبر سے ہٹا ہوا دیکھا تو جلد پطرس اور یوحنا کے پاس دوڑی ہوئی گئی اور یہ کہا کہ خداوند کو نکال کر لے گئے اور میں نہیں جانتی کہ اسے کہاں رکھا ہے۔ پطرس اور یوحنا نے اس خبر کو سنا لیکن یقین نہ کیا۔ مگر دوسرا شاگرد پطرس سے پہلے قبر پر پہنچا۔ اُس نے جھک کر سوتی کپڑے پڑے ہوئے دیکھے۔ تاہم اندر نہ گیا۔ شمعون پطرس اس کے بعد پہنچا اور اس نے قبر کے اندر جا کر دیکھا کہ سوتی کپڑے وغیرہ پڑے ہیں۔ اس پر دوسرا شاگرد جو پہلے قبر پر آیا تھا اور اس نے دیکھ کر یقین کیا کہ یسوع مسیح سچ مچ مردوں میں سے جی اٹھا ہے یوحنا ۲۰: ۱-۹۔

پھر دیکھئے ۲۰ باب کو ان بارہ شاگردوں میں سے ایک شخص توما جسے توام کہتے ہیں یسوع کے آنے کے وقت ان کے پاس نہ تھا۔ باقی شاگردوں نے اس سے کہا کہ ہم نے خداوند کو دیکھا ہے۔ مگر اُس نے اُن سے کہا کہ جب تک میں اُس کے ہاتھوں میں میخوں کے سوراخ نہ دیکھ لوں اور اپنی انگلی نہ ڈال لوں اور اپنا ہاتھ اس کی پسلی کے اندر نہ ڈال لوں ہرگز یقین نہ کرونگا۔ اس پر ہمارے خداوند نے توما سے کہا کہ اپنی انگلی پاس لاکر میرے ہاتھوں کو دیکھ اور اپنا ہاتھ لاکر میری پسلی میں ڈال اور بے ایمان نہ بن۔ بلکہ ایماندار ہو جا۔ توما نے جواب میں اُس سے کہا کہ اے میرے خداوند اے میرے خدا یسوع نے اُس سے کہا کہ تو نے مجھے دیکھکر ایمان لایا۔ مبارک وہ ہیں جو بغیر دیکھے ایمان لائے۔

میرے عزیز محمدی و ہندو بھائیو مسیحی مذہب سننے کا مذہب نہیں ہے۔ بلکہ دیکھنے اور تجربہ کرنے کا ہے۔ مسیح کی زندگی صرف سننے سے حاصل نہیں ہوتی ہے کیونکہ جب تک میرے عزیز بھائیو آپ اپنی آنکھوں سے خداوند یسوع مسیح کی خوبیوں کو دیکھ نہ لو۔ تب تک اُس کی کامل دانشمندیوں کو پہچان نہیں سکتے۔ اور آپ کا دل اس کی طرف پورے طور سے راغب بھی نہیں ہو سکتا۔ دیکھنے ہی سے مسیحی مذہب کی بنیاد ہے۔ دیکھیو جہاں تک ہو سکے اپنی آنکھوں سے دیکھ لو۔ اور دل سے ایمان لاکر مسیح مصلوب کو قبول کرو۔ نیز یہ کہ جو صرف سنتا ہی ہے۔ لیکن دیکھتا نہیں وہ اندھا ہے اور روشنی سے بھی محروم ہے۔ اگر آپ مسیحی مذہب کی باتیں سنتے ہیں۔ لیکن آپ خدا کے پاک کلام کو نہیں پڑھتے اور نہ اپنی زندگی میں اس کا تجربہ کرتے تو آپ مسیحی مذہب کی اصلیت سے غافل ہیں اور روحانی روشنی سے بھی بالکل محروم ہیں۔ یاد رکھئے کہ مسیحی مذہب کے سننے سے کچھ حاصل نہیں ہوتا بلکہ اُس کا مزہ سچے دل سے ایمان لانے سے حاصل ہو سکتا ہے۔ اس کے علاوہ ہم نے سنا ہے کہ ایک دریا میں پانی ہے تو کیا ہماری پیاس سننے سے جاتی رہیگی۔ جب تک ہم اس دریا کے پاس نہ جائیں اور اس سے پانی نہ پئیں۔ اسی طرح سے میرے بھائیو یقین کر جاؤ کہ جب تک خداوند یسوع مسیح نہ آیا تھا۔ تب تک سننے کا وقت تھا۔ لیکن جب یسوع مسیح مجسم ہو چکا اور یہودیہ و گلیل میں پھرا۔ یا ادھر ادھر دکھائی دیتا رہا تب دیکھنے کا وقت تھا۔ جب یوحنا کے ان دو شاگردوں نے جو مسیح کے پیچھے آرہے تھے اس سے کہا اے ربی تو کہاں رہتا ہے اس نے کہا چلو دیکھ لو۔ اب یہ دیکھنے کا وقت ہے۔ دیکھو یوحنا ۱: ۳۵-۳۹ کو۔ جلد دیکھو اور دیکھو جس کا ذکر موسےٰ نے توریت میں اور نبیوں نے کیا ہے ہم نے اُسے پایا۔ وہ یوسف کا بیٹا یسوع ناصری ہے اگر ناظرین کے دل میں شک وشبہ ہو تو آ اور دیکھ۔ آ اور دیکھ۔ آ اور دیکھ۔ دیکھو اور یہی گنہگار مصلوب مسیح تمہارے لئے اصل حیات ہے۔ تم شک وشبہ کو دل میں جگہ نہ دو۔ اس لئے اے بھائی وہ آج تمہارے گاؤں میں اور وہ تمہارے گھر کے نزدیک تمہیں انجیر کے درخت کے تلے ڈھونڈتا ہے۔ آ اور دیکھ مسیح مُردوں میں سے جی اٹھا ہے اور اب وہ ہر ایک کے دروازہ پر کھڑا ہے۔ آ اور دیکھ تیرا سب شک وشبہ جاتا رہیگا اور اگر تو بہت تھکا اور بڑے بوجھ سے دبا ہوا ہے تو آ اور دیکھ۔ اگر تو چاہتا ہے کہ برہ کے ساتھ اُسکے جلالی تخت پر بیٹھ کر سارے جہان کی عدالت کرے اور نعمتوں میں شریک ہو جو اس کے بندوں کے حق میں کتاب کے دفتر میں لکھی ہوئی ہیں۔ تو آ اور دیکھ وہ تیرے دل کی ساری مرادیں پوری کریگا اگر تو بادشاہ سردار کاہن خدا باپ کے جلال میں شامل ہونا چاہتا ہے تو آ اور دیکھ۔

راقم۔ دین۔ سالومن

نور افشان

مطبوعہ ۲ جولائی ۱۹۲۶ء

کیا دراصل دنیا بہتر ہوتی جاتی ہے

نور افشان کی اشاعت قریبہ میں یہ مضمون ایک ایسے زمانہ سے شائع ہو چکا ہے جس سے، راقم مضمون اس نتیجہ تک پہنچا ہے کہ گویا ہماری دنیا خرابی اور تنزل کی طرف جا رہی ہے وہ بہتری کو زمانہ ماضی میں ہی گم کرکے ہمارے زمانہ تک پہنچی ہے۔

ہمیں امید تھی کہ ہمارے معزز ناظرین کرام میں سے کوئی بیدار مغز اس غلط فہمی کی اصلاح کریگا۔ ایک قابل نوجوان نے اس پر کچھ لکھنے کا ارادہ بھی ظاہر فرمایا تھا پر کسی نہ کسی وجہ سے انہوں نے بھی سکوت پر کفایت کرنا بہتر سمجھا۔ لہٰذا مجبوراً ہمیں کچھ عرض کرنا پڑا ہے۔

عنوان مندرجہ صدر پر لکھنے والے صاحب نے لفظ "بہتر" کی تشریح و تفسیر کئے بغیر صرف دنیا کے تاریک پہلو کو مد نظر رکھ کر اسکی خرابی کی ترقی ابتدا سے اپنے زمانہ تک کے طویل عرصہ میں دکھائی اور بتایا کہ خدا نے بائبل کے انبیاء اور انجیل کے یسوع مسیح کے ذریعہ سے جو اس خرابی یا گناہ کا علاج تجویز کیا وہ اس خرابی یا گناہ کو مٹانے میں کارگر نہ ہوا بلکہ بنی آدم کی ہر شعبۂ علم کی ترقی کے ساتھ گناہ کی خرابی بھی آجتک بڑھتی ہی آئی۔ اس سے آپ کا یہ نتیجہ نکال لینا دشوار نہ تھا کہ گناہ کا مرض لاعلاج ہے۔ خدا بھی گنہگاروں کا علاج کرتا کرتا تھک گیا ہے۔ اس لئے گناہ و خرابی کے جملہ وہ نسخے جو بائبل نے تجویز کئے تھے بے سود اور بے اثر ثابت ہیں۔ دنیا کے مرض کا کوئی علاج نہیں ہے۔ ہمارا معزز نامہ نگار اگر تھوڑی تکلیف اٹھا کر بائبل ہی سے گناہ یا دنیا کی خرابی کو سمجھ لیتا اور ان مزاحمتوں کا شمار کر لیتا جو گناہ یا خرابی کے وقوع میں آنے کے راستہ میں روک تھام کے طور پر قدرت نے بائبل میں لگا رکھی ہیں۔ نظام قدرت نے مہیا کر رکھی ہیں مذہب و حکومت کے نظام میں پیدا کر رکھی ہیں جس سے ابتدا سے زمانہ حاضرہ تک گناہ و خرابی بنی نوع انسان کی معرفت اپنی اصلی اور پوری وسعت و طاقت تک زمین پر رونما ہونے نہیں پائی۔ یا وہ اگر ہر ایک بھلائی کے خیال و تصور کو ایک طرف کرکے صرف گناہ و خرابی کی وسعت و طاقت پر اور اس کے ہولناک اور بھیانک نتائج پر غور کر کے دیکھ لیتا کہ اصل میں خرابی اور گناہ بنی آدم کو کہاں تک ابتر بنانے والا بلا ہے تو وہ کبھی اپنے مضمون زیر نظر کے لکھنے کی بھی تکلیف نہ اٹھاتا۔ یا اگر اس زمانہ کی دنیا پر ہی ایک نظر ڈال لیتا۔ جس زمانہ میں لوگ بائبل سے ہی بے خبر تھے۔ تو بھی آپ کو اپنا مضمون لکھنے کی تکلیف اٹھانا نہ پڑتی۔ پر چونکہ آپ نے ان امور پر سوچا ہی نہ تھا۔ صرف آپ کے خیال میں یہی ایک بات ابھری رہی کہ بائبل اور اس کے انبیاء نے دنیا کی فلاح و بہبودی میں کچھ ترقی نہ کی۔ اس وہم سے آپ بلا روک ٹوک اس نتیجہ تک پہنچ گئے جس سے ہمیں اختلاف ہے۔

یہ بات ہر ایک بشر کے غور کرنے کی ہے کہ وہ دنیا کی اصل برائی کا درست اندازہ لگائیں علاج شروع کرنے سے پیشتر مرض کی درست تشخیص کریں دنیا کی بہتری کا تصور قائم کرنے سے پہلے اس کی ابتری کا صحیح موازنہ کریں۔ ہمارے معزز مخاطب نے یہ کام نہ صرف کیا نہیں بلکہ اس کا خیال تک نہیں کیا۔ پس اس سے پیشتر کہ ہم بائبل کے وسیلے سے دنیا کی اصلاح کا اندازہ لگائیں ہمیں مناسب ہے کہ ہم دنیا کی ابتری اور خرابی کا سب سے پہلے اندازہ کریں بعدہ دیکھیں کہ بائبل نے دنیا کو بہتر یا بدتر بنانے میں کیا کچھ کرکے دکھایا ہے۔

آج سے ۱۹۲۶ برس پیشتر کے زمانہ کی دنیا پر نظر ڈالی جائے اس زمانہ کی اقوام کو۔ گروہوں کو۔ خاندانوں کو۔ افراد کو۔ حکومتوں کو۔ مذاہب کو علوم و فنون کو اور دیگر تہذیب و شائستگی کے ذرائع کو مجلسی تعلقات اور علم الاخلاق کو دیکھا جائے اس زمانہ کی برائی کا ہمارے زمانہ کی برائی سے اس زمانہ کی بھلائی کا ہمارے زمانہ کی بھلائی سے مقابلہ کرکے دیکھ لیا جائے کہ ان میں ترقی و تنزل کی کیا نسبت ہے۔ اس سے معلوم ہو جائیگا کہ دنیا دراصل بھلائی میں ترقی کر رہی ہے یا برائی میں گر رہی ہے؟ اس سے آسان تر طریق دنیا کی بہتری کے اندازہ کرنے کا اور سمجھ میں نہیں آسکتا ہے۔ ہمارا یقین ہے اور یہ یقین واقعات پر مبنی ہے کہ دنیا ترقی کر رہی ہے بھلائی میں برائی کی نسبت زیادہ ترقی ہے۔

پنجاب کے دیہاتی مسیحیوں کو مشورہ

نور افشان میں زمین کے مربعوں کا جو حشر ہوا وہ بیان کا محتاج نہیں۔ ہم زمین حاصل کرنے کے سنہل موقع ہاتھ سے کھو بیٹھے۔ یہ قصور ہمارے لیڈروں اور راہنماؤں کا ہے۔ کہ انہوں نے ہمیں انجیل دے کر کسی دوسری چیز کے محتاج نہ سمجھا۔ پر خیر اب رونے سے کچھ فائدہ نہیں ہے۔ جو کچھ ہم بغیر مربعوں کے کر سکتے ہیں اس پر سوچیں۔

یہ بات ظاہر ہے کہ ہم بغیر مربعوں اور بغیر زمین کے باوا آدم کے زمانہ سے آج تک زندہ چلے آئے ہیں۔ ہندو مسلمانوں کے ساتھ انہیں کے دیہاتوں اور قصبوں میں ہماری پرورش ہوتی آئی ہے۔ اب بھی ہزاروں عیسائی اُن کے دیہاتوں میں رہتے ان کے ساتھ کام کرتے ہیں۔ ان کی وہی پرورش کر رہے ہیں۔ جبکہ ہمارے دیہاتی عیسائی آجتک ہندو۔ مسلمانوں میں رہتے ہوئے اُن سے پرورش پا رہے ہیں تو آگے کو بھی پا سکتے ہیں۔ ایسے حال میں ہم نے اس بات کو جانچا ہے کہ وہ کون سی صورتیں ہیں جنکو مد نظر رکھ کر ہم آگے کو بھی ہندو

مسلمانوں میں رہتے ہوئے اپنی اور اپنے بچوں کی بہتر پرورش کرسکیں؟ اس بات کو جاننے کے لئے ذیل کی باتوں کا خیال کیا جائے۔

۱۔ ہندو مسلمانوں کو ہمارے مذہب سے دشمنی نہیں ہے۔ نہ وہ ہمارے عیسائی ہونے یا عیسائی کہلانے سے ناراض ہوتے ہیں۔ اُنہیں جس بات سے نفرت ہو وہ یہ ہے کہ جب تک یہ لوگ عیسائی نہیں ہوتے تب تک تو ہماری عزت کرتے ہیں۔ تمام کام اچھی طرح کرتے ہیں۔ لیکن جونہی یہ لوگ عیسائی ہوئے اس وقت سے گستاخ ہو جاتے ہیں کام نہیں کرتے ہیں۔ شرارتوں کا ڈھراوا دینے لگتے ہیں۔ ہماری لیاقت و تادیب کی پرواہ نہیں کرتے ہم پر بلا نچاتے ہیں۔ یہ تمام باتیں ایسی ہیں جو ہمیں ہمارے مہربان مالکوں اور بھائیوں کی نظر میں گرا دیتی ہیں۔ خداوند یسوع مسیح کی انجیل کے خلاف ہیں۔ ہمارے دیہاتی عیسائیوں کو ایسی باتوں سے پرہیز کرنا چاہئے۔

۲۔ ہمیں اس بات کو جان لینا چاہئے کہ ہمارے ہندو مسلمان آقا بڑے مہربان اور رحم دل ہوتے ہیں۔ مزدوروں کے ساتھ جو سلوک دوسرے ممالک میں ہوتا ہے وہ ہمارے ساتھ ایسا بڑا سلوک نہیں کرتے ہیں وہ غیر ممالک کے آقاؤں جیسے آقا نہیں ہیں۔ بلکہ اُن سے لاکھ درجہ بہتر ہیں۔ اُن کے ساتھ عیسائی ہو کر کوتاہی ہرگز ہمارے آقاؤں کو ملزم نہیں ٹھہراتا الٹا ہمیں قصوروار ٹھہراتا ہے۔

۳۔ ہمارے ملک کے ہندو مسلمان دیانتدار محنتی جفاکش۔ خیرخواہ وفادار عیسائی کو خود ڈھونڈتے رہتے ہیں۔ وہ اُن کے لئے سب کچھ کرنے کو تیار رہتے ہیں۔ ان حالتوں اور اسبابوں کی موجودگی میں ہمیں اگر اپنی بہتری اور بہبودی کا خیال ہو تو چاہئے کہ ہم اپنی مقدس زندگی سے۔ اپنی خدمات اور وفاداری کی جان نثاریوں سے اپنے اپنے آقاؤں پر اپنا یقینی ہونا ... ثابت کر دیں۔ ہم اُن کے ایسے خادم بنجائیں کہ اُنہیں ہم سے بہتر کوئی دوسرا خدمتگار نہ مل سکے۔ پنجابی میں کہاوت ہے جو بالکل درست ہے کہ "کم مٹھا ہے۔ چم مٹھا نہیں"۔ کوئی ہندو مسلم آقا ایسا نہیں ہوگا جو اپنے وفادار اور محنتی نوکر کو ہاتھ سے کھوئے۔ پس مسیحیوں کو چاہئے کہ وہ اپنے آقاؤں کی نظر میں وقار حاصل کر کے اپنی اور اپنی اولاد کی قدر و قیمت میں اضافہ کریں۔

۴۔ چونکہ کار سرکار ہندو مسلمان زمینداروں کے فرض کا حصہ ہے اور وہ زمیندار دیہاتی مسیحیوں کے آقا ہیں۔ لہذا اپنے آقاؤں کی خاطر کار سرکار خوشی سے کرنا چاہئے۔ سرکاری افسروں کو اگر اپنی خدمات سے خوش کرو گے تو وہ تمہیں تمہاری محنت سے زیادہ بھی مزدوری دے سکتے ہیں۔ اگر نہ دیں تو بھی صبر کرنا بہتر ہے۔ یہ باتیں اگرچہ بظاہر بُری معلوم ہوں تو بھی اُن میں ہمارے دیہاتی مسیحیوں کی بھلائی ہے۔ اگر وہ اِن پر عمل کریں تو انہیں شاید مربعوں کی تلاش نہ رہیگی۔ ہر ایک کو اس کے گاؤں میں ہی اتنی برکت ملجائیگی کہ اس کی سیری ہو جائے۔ اگر اس مضمون پر کوئی اور صاحب بھی اپنے خیالات کا اظہار فرمائے تو زیادہ بہتر ہو

"حضرت" اور "جناب" اور "علیہ السلام"

نور افشاں کی اشاعت قریبہ میں "کیا وہ جہل دنیا بہتر ہو جاتی ہے" کے عنوان سے ایک مضمون بکمال چھپا تھا جسکے راقم نے اپنے مضمون میں جابجا "حضرت" اور "علیہ السلام" کے خطابات و الفاظ کو استعمال فرمایا تھا جس پر مسٹر بھنوت نے سخت بیزاری کا اظہار کیا تھا۔ ہماری سمجھ میں یہ بات تاحال نہیں آئی کہ مسٹر موصوف کو کیوں ان الفاظ اور خطابات سے بیزاری ہوئی۔ آپ کی وجوہات حسب ذیل ہیں۔

"اُردو علم ادب ترقی کر رہا ہے ... لیکن مسیحیوں نے تاحال کوئی نمایاں ترقی نہیں کی۔ ... ہمارے کئی ایک نامہ نگار مسلمانوں کی کورانہ تقلید پر کربستہ ہیں اور اُن کے محاورات کو اٹکل اور لاثانی تصور کر کے بغیر سوچے سمجھے مسیحی تحریروں میں مخلوط کرنا چاہتے ہیں۔ جو کہ نہایت معیوب بلکہ قابل اعتراض ہے۔ ... ورنہ ان مضمونوں میں بار بار موسیٰ۔ آدم۔ حوا۔ نوح حتیٰ کہ مسیح یسوع کی طرف اشارہ کرتے ہوئے بھی "حضرت" اور "جناب" اور "علیہ السلام" وغیرہ استعمال کیا ہے۔ مسیح کے لئے خطاب تحریر کرنا نہایت ہی ناموزوں اور بھونڈا معلوم ہوتا ہے۔ انجیلی لقب "خداوند" سے بہتر کوئی لفظ نہیں ہو سکتا۔ آخر میں ہم سوال کرتے ہیں کیا ترقی کا مفہوم یہی ہے؟

جو انگریزی خواں اصحاب اُردو کو انگریزی کا ہم پلہ بنانے کے خواب دیکھتے ہیں ممکن ہے کہ وہ اب حضرت۔ جناب۔ علیہ السلام وغیرہ عزت کے الفاظ کو چھوڑ کر جب اُردو میں موسیٰ اور یسوع مسیح کا بیان لکھا کرینگے تو مسٹر موسیٰ اور مسٹر یسوع مسیح یا موسیٰ اسکوائر وغیرہ لکھا کرینگے اور حوا کو میڈم حوا تحریر فرمایا کرینگے۔ کیونکہ ہمارے مسیحی بھائی شروع ہی سے مسلمانوں کی کورانہ تقلید کی جگہ اب انگریزوں کی کورانہ تقلید سے تعشق پیدا ہے۔ اگر ترقی کی یہی رفتار رہی تو وہ وقت بھی دور نہیں جبکہ ماں باپ کے نام کے آگے مسٹر اور مسز کے الفاظ بھی بڑھ جائینگے۔ چونکہ اُردو میں مسٹر کا بولنا بھی مسلمانوں کی کورانہ تقلید ہے۔ لہذا اسے بھی فراموش کر کے انگریزی کو مادری زبان بنا لیا جائیگا تو اُن کو بھی تقلید سے جلد آزادی حاصل ہو جائیگی۔ "تقلید واقعی سخت مکروہ شے ہے۔"

شاید ہمارے فاضل معترض کو اس بات کا خیال نہیں کہ اُردو زبان کے جنم داتا ہی مسلمان ہیں۔ اُردو کے رگ و ریشہ میں مسلمانی علم ادب بھرا ہے۔ بزرگوں کے اسماء کے ساتھ ادب و تعظیم کے .... جو الفاظ اُردو علم ادب نے تجویز فرمائے ہیں وہ ایسے نہیں ہیں کہ انہیں ترک کر کے بزرگوں کا نام لیا جائے یا لکھا جائے۔ ایسا کرنے والا فرد بے ادب کہلائیگا اور سوء ادبی کا مرتکب سمجھا جائیگا۔ آپ کو خواہ اُردو علم ادب کی یہ اصطلاحات کیسی ہی غیر موزوں اور بھونڈی معلوم ہوں۔ پر آپ اُن کا استعمال ترک

کرکے اُردو علم کی نظر میں بے الزام نہیں ٹھہر سکتے نیز نہ آپ اُردو لکھنے اور بولنے والوں کو بے ادب بنا سکتے ہیں کہ وہ بائبل کے انبیاء اور بزرگوں کے نام بے ادبی کے ساتھ لکھیں۔

حضرت۔ جناب۔ علیہ السلام کے الفاظ ادبی ہیں اُن کے لفظی معانی کا اسقدر لحاظ نہیں۔ اگر یہ بھی تو اُردو علم و ادب نے انکو بھی ادب میں شمار کیا گیا ہے جسکی وجہ سے ان الفاظ کو بزرگوں اور نبیوں کے آگے پیچھے بڑھانا علامت ادب میں داخل کیا گیا ہے۔ انجیل لقب خداوند بھی ادبی لقب ہے۔ یہ بھی اُردو علم ادب کا جزو ہے۔ جو ہمیشہ حکام کی تعظیم میں استعمال ہوتا آیا ہے۔ پھر ہماری سمجھ میں یہ بات نہیں آئی کہ جبکہ علم ادب میں حضرت جناب۔ علیہ السلام۔ خداوند وغیرہ الفاظ ادبی موجود ہیں تو بائبل کی واجب التعظیم ہستیوں کے ناموں کے ساتھ ان کا استعمال کرنا آپ کو کس وجہ سے غیر موزوں اور بھونڈا معلوم ہوا؟

البتہ جملہ علیہ السلام کی بابت آپ نے لکھا ہے کہ مسیح علیہ السلامؑ کا مسیحی تحریروں میں آنا کفر نہیں تو کیا ہے؟ جواب میں گذارش ہے کہ (۱) یہ آپ کا بے جا عذر ہے کہ علیہ السلامؑ کا مسیحی تحریروں میں آنا کفر ہے۔ بندہ پرور ہمیں آج تک مضمون نگار کے مذہب کا علم نہیں مضمون کا مسیحی ہونا ثابت نہیں۔ اس لئے اُسے مسیح کے نام کے ساتھ علیہ السلامؑ کا جملہ استعمال کرنے کا پورا حق ہے۔ افسوس ہے کہ آپ نے معترض کا جواب نہ لکھنے کی اسی جملہ کو وجہ بنا لیا اور یہ آپ کی شان کے شایاں نہ تھا۔

(۲) آپ کو علم نہیں کہ مسیح کے پرستاروں نے اپنی مسیحی تحریرات میں مسیحی تقریبات میں مسیحی طرز عمل میں اب تک کس قدر ستم ایجاد کئے ہیں۔ ہم آپ کو آگاہ کرنا نہیں چاہتے۔ عاقل را اشارہ کافیست۔ پر تعجب ہے علیہ السلامؑ کا مسیح کے نام اضافہ آپ کو کفر نظر آتا ہے۔ آپ اور کفر شناسی دو متضاد امر ہیں پھر تصور فرمایئے۔

(۳) اگر آپ کو مسیح علیہ السلام کا اضافہ کفر معلوم ہو تو آپ نہ کریں کوئی مسیحی نہ کرے جسے یہ کفر معلوم ہوتا ہے۔ لیکن آپ یا ہم کون ہیں جو غیر مسیحیوں کے علم ادب پر کفر کے فتوے جاری کریں پھر ہم بیچاروں کی بھی کفر کے فتوے دیں جبکہ نہ علم ادب اپنا نہ زبان اپنی۔ نہ ہند و علم ادب کے نہ مسلم علم ادب کے نہ انگریزی علم ادب کے نہ بائبل کے علم ادب کے۔ دھوبی کے کتے گھر کے نہ گھاٹ کے۔ کیا ہم اُردو علم ادب پر کفر کے فتوے صادر کریں۔ جناب والا کچھ سوچ کر لکھنا تھا کہ اہل ادب میں آپ اور ہم کس شمار میں ہیں؟

بائبل کے مجازی الفاظ اور انکا مطلب

پادری قاضی خیراللہ صاحب پرنسپل بشپ بیفر کے ٹریننگ سکول کلارک آباد کا مسیحیوں کے لئے دم غنیمت ہے۔ آپ بفضل خدا بہت سی علمی و ادبی اور مذہبی کتابوں کے مصنف ہیں۔ فرائض منصبی کی انجام دہی کے علاوہ بلاناغہ منادی اور بشارت کے کام میں مشغول رہتے ہوئے پھر تحریر و تصنیف کا کام بھی ساتھ ساتھ کرتے رہتے ہیں۔ کہتے ہیں کہ پادری لوگ بڑے سُست اور کاہل ہوتے ہیں لیکن صاحب موصوف میں ایسے پادریوں کا ایک وصف بھی پایا نہیں جاتا ہے۔

بائبل کے مجازی الفاظ اور اُن کے مطالب پر آپ کا نیا رسالہ ہمارے روبرو ہے جس کی ۴۴ صفحہ کی ضخامت ہے۔ کاغذ لکھائی چھپائی نہایت اعلےٰ ہے۔ قیمت صرف ایک آنہ ہے۔

یہ رسالہ دراصل بائبل کے مجازی الفاظ کی اُردو لُغت ہے جسے تفہیم بائبل کی چابی کہا جا سکتا ہے رسالہ کی ضخامت اور اس کا سائز اس قدر مختصر ہے کہ اُسے بائبل خواں اصحاب بائبل میں رکھ سکتے ہیں۔ اچھی اچھی اردو تفاسیر میں بائبل کے مجازی الفاظ کی وہ تشریح نہیں مل سکتی جو فاضل مصنف نے اس رسالہ میں کر دی ہے۔ ہم بائبل خواں اصحاب سے اس رسالہ کی خریداری کی خوشی سے سفارش کرتے ہیں اور امید وار ہیں کہ وہ پادری صاحب کی اس محنت سے فائدہ اٹھانے کی ضرور کوشش کریں گے۔ یہ رسالہ مسٹر ایم کے خان صاحب مہاں سنگھ باغ لاہور سے مل سکتا ہے۔

ہم مسٹر ایم کے خان صاحب کی تمام محنتیں اور کوششیں قابل تحسین و آفرین خیال کرتے ہیں آپ ان مسیحیوں میں سے ایک مسیحی جوان ہیں جنکو سچے معانی میں قلیل الفرصت کہا جا سکتا ہے۔ لیکن اس پر بھی آپ کے مسیحی ذوق و شوق کی یہ حالت ہے کہ آپ آج کے دن ایک درجن کے قریب مسیحی رسالے شائع کر چکے ہیں جنکی تمام پنجاب میں دھوم ہے۔ آپ واقعی قلیل الفرصت مسیحی اصحاب کے لئے ایک نمونہ ہیں مسیحی خدمت میں گذشتہ کئی سال سے غیر معمولی حصہ لیا ہے اور مسیحی خدام کی خدمات کو جنکی طرف سے عام طور سے مسیحی بے فکر اور لاغرض تھے زندہ رکھنے میں تعجب خیز کام کیا ہے۔ بائبل کے مجازی الفاظ اور ان کا مطالب نامی رسالہ بھی آپ کی کوشش و ہمت سے شائع ہوا ہے۔ ہم جب پادری عبدالحق صاحب پادری سلطان محمد پال صاحب پادری قاضی خیراللہ صاحب کی عظیم الشان خدمات کو یاد کرتے ہیں تو ہم مسٹر ایم کے خان صاحب کی خدمات کو فراموش نہیں کر سکتے جو وہ اب تک انجام دے چکے ہیں۔ خدا آپ کو ہر نعمت میں غنی فرمائے اور آپ کے دل و دماغ کے نوجوان ہر ایک مسیحی جماعت میں پیدا کرے تاکہ اُسکا زیادہ جلال ظاہر ہو۔ آمین۔

گورنمنٹ ابن سعود کی مدد نہ کرے

راجہ صاحب محمود آباد نے انجمن خدام الحرمین لکھنؤ کے زیر اہتمام ایک جلسہ میں تقریر کرتے ہوئے گورنمنٹ کو زور سے یہ مشورہ دیا کہ وہ ابن سعود کی کوئی مدد نہ کرے کیونکہ اس سے مسلمانوں کے خیالات و جذبات کو صدمہ پہنچنے کا اندیشہ ہے۔

(عام)

عیسائیوں کی خوش نصیبی

حصول اراضی کی حوصلہ افزا دعوت

(رچے۔ آر۔ ساکے جرنلسٹ زمیندار سرول۔ ہوشیارپور)

خدا کی شان! ایک وہ بھی وقت تھا کہ عیسائی زمین کی طلب و تلاش میں سرگرداں پھرتے تھے۔ مگر اسکی صورت نظر نہ آتی تھی اور اب یہ وقت ہے کہ وہی زمین عیسائیوں کے پیچھے پیچھے ہاتھ باندھے پھرتی ہے اور عیسائی حیران ہیں کہ کیا کریں۔ یہ حرف بحرف صحیح ہے اور یہ عیسائیوں کی خوش نصیبی ہے کہ انہیں پنجاب کے باہر کئی ریاستوں میں زمین حاصل کرکے آبادی کا مژدہ دیا گیا ہے۔ نیازکیش راقم نے بھرت پور کی زرخیز اراضی کے حصول اراضی حاصل کرنے کی دعوت اخبار ہذا کے کالموں کی وساطت سے دو دفعہ دی ہے۔ مسٹر ڈانیل صاحب نے گوالیار میں پنجاب کرسچن کانفرنس کا لونی کی تجویز عیسائیوں کے سامنے پیش کرکے اُسے قبول کرنے کی تاکید فرمائی ہے۔ اب تیسری تجویز ریاست کوٹہ بوندی سے آئی ہے۔ چونکہ میں عیسائیوں کی بہتری صدق دل سے چاہتا ہوں اس لئے صحیح حالات سے عیسائیوں کو مطلع کرنا اپنا فرض سمجھتا ہوں۔ زمینداری پشتوں سے ہمارا سب سے بڑا پیشہ ہے اور راقم نے اس کے تمام پہلوؤں سے علم شناسائی حاصل کرنے میں کوئی کسر باقی نہیں چھوڑی ہے۔ میں راجپوتانہ اور وسط ہند میں سال ۔ ۔ ۔ دو سال رہ چکا ہوں اور وہاں کے حالات سے واقف ہوں۔ سب سے پہلے اس امر کو خوب ذہن نشین کر لینا چاہئے کہ تقریباً سب ریاستوں میں یہ دستور ہے کہ وہ عوام کو حقوق ملکیت عطا نہیں کرتیں۔ بلکہ مزارعان موروثی یا غیرموروثی بناتی ہیں جنکی حیثیت کچھ نہیں ہوتی۔ غیرموروثی مزارعہ ایک گھنٹہ میں مکان سے بیک گوش نکال دیا جاتا ہے اور موروثی مزارعہ کا پٹہ بھی کسی نہ کسی بہانہ سے فسخ ہو جاتا ہے کیونکہ قانونی دخیل کاری نہیں ایسی سہولتیں پائی جاتی ہیں۔ ہمارے ماتحت اسی گاؤں میں بیا تین درجن کے قریب مزارعان موروثی ہیں کہ جنہیں ہم بےدخل تو نہیں کر سکتے مگر ہراساں یا ستائی کر سکتے ہیں کوئی مزارعہ اپنی زمین رہن یا بیع کر دے۔ تو ہم اسکی زمین کو عدالت میں جھگڑا کر کے ہم واپس لے سکتے ہیں۔ جہاں تک مجھے معلوم ہوا ہے بھرت پور۔ گوالیار اور بیکانیر کے سوا کوئی ریاست نوآبادکاروں کو حقوق زمینداری عطا نہیں کرتی۔ نوآبادکاری کے لئے ریاستہائے دھولپور۔ رام پور۔ اندور۔ بھوپال اور اب کوٹہ زمین دے رہی ہیں۔ بحیثیت زمیندار میں عیسائیوں کو یہ صلاح ہرگز نہیں دونگا کہ وہ ریاست کوٹہ میں غیرموروثی مزارعہ کی حیثیت سے آباد ہوں۔ کیونکہ بےدخل کا خوف ہمیشہ ستاتا رہیگا۔ زمینداروں کے حقوق بہت محکم ہوتے ہیں انہیں ضبط کرنا محال ہے۔ اگر کوئی مالگذاری نہ دے تو اسکی پیداوار قرق ہو سکتی ہے۔ اگر کوئی جرم غداری سرزد نہ ہو تو جائداد ضبط ہو سکتی ہے۔ اور یہ تجویز گوالیار ہی پر کیا موقوف ہے۔ پنجاب میں مارشل لا کے زمانہ میں کئی آدمیوں کی جائدادیں ضبط کی گئی تھیں۔ اگر غیرموروثی یا موروثی مزارعہ ہی بننے کی خواہش ہے تو ریاست دھولپور میں عیسائیوں کے لئے اچھا موقع ہے کہ جہاں رہنے کے مکان کی لکڑی بیل اور خوراک تک انتظام دربار کی طرف سے کیا جاتا ہے۔ مگر بعد میں قسط وار یہ رقم وصول کر لی جاتی ہے لیکن عیسائیوں کو سوچ سمجھ کر قدم اٹھانا چاہئے۔

(۱) میری تحریک پر کئی عیسائیوں نے بھرت پور میں اراضی لینے کی آمادگی ظاہر کی ہے۔ جن صاحبان کا پختہ ارادہ ہو وہ جولائی میں جاکر رقبہ پسند کرکے پٹے حاصل کر لیں تاکہ اگست میں ربیع کی فصلوں کی تیاری ہو سکے۔ پٹے حاصل کرکے سب سے پہلے مکان ضروری ہے۔ پھر زمین صاف کرکے بیلوں کی جوڑی لی جائے۔ ہل اور جوآ اور دیگر آلات کشاورزی کی بہم رسانی بھی ساتھ ہی ضروری ہے۔ سردست کنوئیں کھودنے کی ضرورت نہیں۔ کیونکہ برسات کی وجہ سے زمین خوب مرطوب ہوگی۔ اس کے علاوہ برسات کے خاتمہ پر مختلف بندوں کی موریاں کھلنے سے سارا علاقہ اندر تو سیراب ہو جاتا ہے کہ جس سے چنے۔ جو۔ سرسوں۔ رائی وغیرہ بونے میں سہولت ہو جاتی ہے۔ چونکہ زمین زیادہ تر سیاہ رنگ کی ہے کہ جس میں دیر تک نمی قائم رہتی ہے۔ اس لئے دسمبر تک پانی دینے کی ضرورت نہ ہوگی۔ البتہ زیرہ سفید۔ سوئے۔ سونف میتھے وغیرہ اور نیز بعض ترکاریوں کے لئے پانی کی ضرورت جلد لاحق ہوگی۔

(۲) بھرت پور کی آب و ہوا بہت عمدہ ہے گرمی۔ سردی لاہور وغیرہ سے نسبتاً بہت ہلکی ہوتی ہے۔ ملیریا پنجاب کی نسبت بہت ہلکا ہوتا ہے۔ ہیضہ۔ طاعون وغیرہ وہاں کبھی نہیں نمودار ہوا۔ البتہ باہر کے جھگڑوں کے درمیان ضرور اموات واقع ہوئی ہیں

(۳) جنگلی جانوروں میں سؤر اور ہرن زیادہ ہیں۔ مگر لائسنس لیکر انہیں آپ کھیتوں کے آس پاس ہلاک کر سکتے ہیں۔ نیل گائے۔ مور اور بندر مارنا جرم ہے۔ اور شکارگاہ کے اندر شکار مارنا بھی جرم ہے۔

(۴) صدہا پنجابی ریاست بھرت پور میں آباد ہو چکے ہیں اور ہو رہے ہیں۔ ان کی فصلوں کو جنگلی جانوروں سے کوئی نقصان نہیں پہنچتا۔ اگر کوئی پنجابی آبادکاروں سے حالات دریافت کرنے یا ملنے کے خواہاں ہوں تو میں اُن کا پتہ بتا دونگا۔ میں نے چالیس مربع کا ایک چک لینے کا انتظام پختہ کر لیا ہے۔

(۵) جو پنجابی زمین دیکھنے کو جاتے ہیں انہیں وہاں کے لوگ دو تین فرضی باتوں سے ڈراتے ہیں۔ اوّل سیلابوں کی دہشتناک داستان۔ اصل یہ ہے۔ کہ اکتوبر ۱۹۲۴ء میں ایک خوفناک سیلاب ریاست بھرت پور میں آیا تھا جیسے کہ گنگا اور جمنا میں بھی تباہ کن طغیانی آئی تھی کہ جس سے بہت نقصان ہوا تھا۔ بھرت پور میں کوئی دریا نہیں ہے۔ جمنا شہر متھرا کے پاس بہتی ہے دو برساتی ندیاں ہیں کہ جنکا پانی کئی بندوں کے اندر بند رکھا جاتا ہے۔



بہاٹ کے بعد اُسے کھول دیا جاتا ہے کہ جس سے زمین سیراب ہوتی ہے۔ اسے سیلابی زمین کہتے ہیں۔ ۱۹۲۴ء کے سیلاب سے جن بندوں کی دیواریں ٹوٹ گئی تھیں ان کی مرمت قریب قریب مکمل ہو چکی ہے۔ دربار نے ۱۲ لاکھ روپے کے خرچ سے از سر نو شکستہ بند درست کرا دیئے ہیں۔ اس لئے یہ قصہ ناقابل اعتبار ہے۔

(۳) جنگلی جانور۔ یہ جانور تو ہیں۔ مگر میں نے بجز چیوہ کے زمینداروں کے کھیت سوروں اور ہرنوں سے اُجڑے نہیں دیکھے مجھے بھی ڈھونڈنے کی کوشش کی گئی تھی۔ مگر میں نے تیس پینتیس میل تک علاقہ گھوم کر ادھر اُدھر کے کھیتوں کے اندر جا کر اپنا اطمینان کر لیا تھا۔

(۴) دیسی لوگ غریب اور کم حوصلہ ہیں۔ لوٹ مار۔ ڈاکہ وغیرہ اور فساد کی وارداتیں شاذ و نادر ہی ہوتی ہیں۔ آبادکاروں کو کوئی اندیشہ نہیں ہو سکتا۔ یہ قدرتی بات ہے کہ وہ افتادہ زمینوں کو کہ جہاں ان کے ڈھور ڈنگر چرتے پھرتے پنجابیوں سے آباد ہوتے دیکھ کر خوش نہیں ہو سکتے۔

قومی نشان

اخبار نور افشاں مورخہ [illegible] میں میں نے ایک مضمون ہمدرد قوم مسٹر یوسف خوشحال چند صاحب کا کہ ہمارا قومی نشان کیا ہونا چاہئے پڑھا۔ شکر گذار ہوں کہ میرے ہمدرد دوست نے خدا کے کلام کے موافق اچھے پیرایہ میں نصیحت دی ہے لیکن افسوس کہ کلیسیا کے اکثر ممبر ایسے پیغاموں کو ردی کی ٹوکری میں ڈال دیتے ہیں بلکہ پسندیدگی سے سرسری نظر سے بھی نہیں دیکھتے۔ خداوند کے زمانہ سے لیکر اب تک صرف اسی ایک بات پر خداوند اور اس کے رسول اور مقدس لوگ زور دیتے رہے ہیں۔ مگر جس قدر اور جتنا زیادہ کہا گیا اس سے کہیں زیادہ لوگوں نے جدائیوں اور بدعتوں اور تفرقوں میں بغض اور کینہ رکھتے ہوئے ترقی کی ہے۔ آپ کسی ملک یا شہر یا گاؤں کے لوگوں کو دیکھیں لڑائی فساد ہنگامے اور ایک دوسرے کی چغلی اور ایک دوسرے کے گرانے کے منصوبے اور دھڑے بندی کی پارٹیاں دیکھینگے بالکل وہی بات نظر آتی ہے کہ یہ لوگ ہونٹوں سے تو میرا نام لیتے ہیں لیکن اُن کے دل مجھ سے دور ہیں۔ خداوند کو دل میں جگہ نہ دینے کے باعث دل پلید کا پلید ہی رہتا ہے۔ اسی سبب سے غیر مسیحی قوم میں اور عیسائیوں میں کچھ فرق ظاہری اور حقیقی نظر نہیں آتا۔ کیونکہ دونوں نے حقیقی طور پر مسیح کو ایمان سے نہیں چھوا۔ صرف اپنے مطلبوں اور آرام کے واسطے مسیحی کلیسیا سے ظاہری تعلقات رکھتے ہیں یہ تو سچ ہے کہ غیر قومیں اپنے قومی نشان دکھلانے کے لئے ظاہری طور پر رکھتی ہیں۔ مگر مسیحیوں کے پاس سوائے محبت کے اور کوئی قومی نشان بتایا نہیں گیا۔ اور خداوند نے اس محبت کی اونچائی اور لمبائی چوڑائی گہرائی اپنی زندگی سے نمونہ کے لئے دکھا بھی دی۔ مگر کون بشر جب تک خداوند کی روح اس میں نہ ہو۔ اپنی زندگی سے سچی محبت دوسروں کو دکھا نہیں سکتا۔ ہو طمع سازی کی باتیں بہروپیوں کی طرح صرف تھوڑی دیر کے لئے جھلک دکھلاتی ہیں مگر پھر اصل رنگ دکھائی دینے لگ جاتا ہے۔ جیسے میرے دوست نے اپنے مضمون میں بتلایا ہے کہ فی الحقیقت ہمارا قومی نشان محبت ہونا چاہئے۔ میرے دوست نے صرف ایک نشان کا ذکر کیا ہے۔ لیکن اور قومیں کئی ایک نشان رکھتی ہیں۔ مثلاً ہندو بودی۔ جنؤ۔ تلک وغیرہ۔ مسلمان لمبی داڑھی۔ لبوں کے بال کٹوانا اور ختنہ وغیرہ۔ سکھ رنگ پانچ ککے۔

میرا مطلب یہ ہے کہ اسی طرح مسیحیوں کی ظاہری حالت اور ہے اور اندرونی اور ہے۔ جب تک خداوند سے محبت نہ کریں کس طرح اس کے پاک احکام کی فرمانبرداری کر سکتے ہیں۔ جو لوگ خداوند سے محبت رکھتے ہیں اُن کے واسطے پانچ نشان خدا کے کلام میں مذکور ہیں۔

(۱) پاکیزگی۔ یعنے پوترتائی اندرونی اور بیرونی چاہئے کہ ہر ایک مسیحی کا پاک دل ہو۔ اور لباس بھی صاف ہو۔

(۲) محبت یعنے پریم۔ خدا کے ساتھ اور بنی آدم کے ساتھ۔ خداوند نے فرمایا کہ خدا کو اپنے سارے دل اور اپنی ساری جان اور ساری عقل اور اپنے سارے زور سے پیار کر۔ اور اپنی مانند اپنے پڑوسی کو۔ کیونکہ اگر ہم کہیں کہ ہم خدا کو پیار کرتے ہیں اور بھائیوں سے عداوت رکھیں تو ہم جھوٹے ہیں۔

(۳) دعائیہ زندگی۔ جس طرح بچہ پیدا ہوتے ہی سانس لیتا اور روتا ہے۔ اسی طرح ہر ایک مسیحی نئی پیدائش پا کر خدا سے ہمکلام ہوتا ہے۔

(۴) پرسوارتھ یعنے دوسروں کا بھلا کرنا۔ یہ مسیحی زندگی کا خاصہ ہے۔ خداوند نے بھی ہم بے دینوں کے لئے اپنی جان دی تاکہ ہم زندگی پاویں۔ دوسروں کی بہتری کے لئے ہمیں بھی جان دینے تک وفادار رہ کر زندگی گذارنا چاہئے۔

(۵) پراوپکار یعنے نیک کام۔ ہر ایک نیک کام کے لئے مسیحی کو ہر وقت تیار رہنا چاہئے اور ہر طرح کے گندے اور گھنونے کام سے نفرت کرنی چاہئے۔ جیسا خداوند نے فرمایا تمہارے نیک کاموں کی روشنی اس طرح چمکے کہ لوگ تمہارے نیک کاموں کو دیکھ کر خدا باپ کی بڑائی کریں۔

میری ناقص رائے میں ان پانچوں اصول باتوں کو عمل میں لا کر ہر ایک مسیحی کلیسیا کی ترقی اور خدا کے جلال کا باعث بن سکتا ہے۔

راقم۔ نہال چند

مغلپورہ ریلوے ورکشاپ میں سوموار اور منگل کی درمیانی شب کو خوفناک آگ لگی نقصان ۵ لاکھ ہوا۔

(عام)

پنجاب میں قانون امتناع شراب فروشی
لوکل آپشن ایکٹ کی تشریح

(از محکمہ اطلاعات پنجاب)

چونکہ لوکل آپشن ایکٹ کے متعلق گورنمنٹ پنجاب کی پالیسی متعلقہ آبکاری کے بارہ میں کسی قدر غلط فہمی پیدا ہوئی ہے۔ لہٰذا یہ قرین مصلحت ہوگا کہ ایکٹ مذکور کی تشریح کر دی جائے۔ لوکل آپشن ایکٹ ۱۹۲۳ء میں پاس ہوا۔ اور اس کی رو سے مقامی جماعتوں (لوکل باڈیز) کو بعض خاص شرائط کے ماتحت یہ اختیار حاصل ہے کہ وہ اپنے علاقہ میں شراب کی فروخت کو جزوی طور پر محدود یا کلی طور پر ممنوع قرار دیں۔ قانون مذکور کی دفعہ ۳ کا یہ منشاء ہے کہ اگر کوئی لوکل باڈی ان اختیارات کے استعمال کرنے کے لئے جو ایکٹ مذکور کے ماتحت اُسے حاصل ہو سکتے ہیں۔ لوکل گورنمنٹ سے درخواست کرے تو لوکل گورنمنٹ اُسے باضابطہ اعلان کے ذریعہ اختیار دے دیگی۔ پھر دفعہ ۴ کے مطابق کسی لوکل باڈی کو اختیار ہے کہ وہ ریزولیوشن پاس کر کے کسی مقامی رقبہ میں لائسنس یافتہ شراب کی دوکانوں کی تعداد کو محدود کر دے۔ بروئے قانون ایسا ریزولیوشن جس سال میں پاس ہوا ہو۔ اُس کے بعد آئندہ سال کے یکم اپریل کے روز خود بخود نفاذ ہو جائیگا۔ اور اس کے لئے ایک اہم صورت ہے جس کی تشریح دفعہ ۶ میں کی گئی ہے۔ کسی انتظامی حاکم کی منظوری کی ضرورت نہیں ہوگی۔ اور نہ کوئی انتظامی حاکم ایسے ریزولیوشن کو منسوخ کر سکتا ہے۔

قانونی اعتبار سے ایک اور امر قابل توجہ یہ ہے کہ کسی مقامی رقبہ میں شراب کی خوردہ فروشی کے لئے کلکٹر ضلع نے جس قدر دوکانوں کو لائسنس دیئے ہوں لوکل آپشن ایکٹ کے مطابق شراب کی مقررہ دوکانوں کی تعداد میونسپل کمیٹی کی صورت میں مذکورہ بالا دوکانوں سے ½ اور دیگر صورتوں میں نصف سے کم نہیں ہوگی۔ جب کسی مقامی جماعت کے درج رجسٹر انتخاب کنندگان کے روبرو پیش کیا جائے۔ اور اگر انتخاب کنندگان کی ⅔ اکثریت اس ریزولیوشن کو منظور کر لے تو وہ ریزولیوشن منظوری کے بعد آئندہ سال کے یکم اپریل کو نافذ ہوگا۔ اور نیز کلکٹر ضلع پر بھی اس کی پابندی لازم ہوگی۔

لوکل آپشن ایکٹ کی دفعہ ۹ میں کلکٹر ضلع کو کسی مقامی جماعت کا ریزولیوشن مسترد کرنے کا جو اختیار دیا گیا ہے وہ صرف ایک ہی صورت میں قابل استعمال ہے یعنی جب متعلقہ رقبہ میں کشیدہ شراب کا ناجائز عمل اور کمیں کی خلاف قانون تجارت جاری رہی ہو۔ کلکٹر ضلع کو لازم ہے کہ وہ اپنی رائے کا اظہار بذریعہ تحریر کرے اور پھر کلکٹر کے ان احکام کو صاحب کمشنر رد کر سکتے ہیں۔

ایک اعتراض اور اُس کا جواب

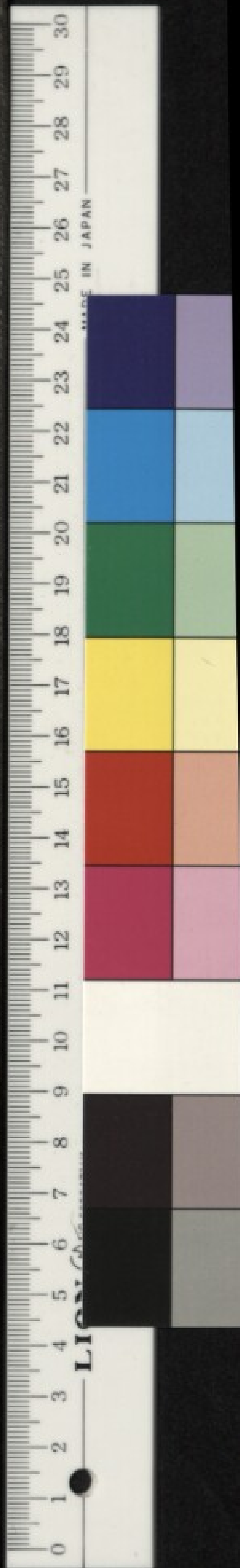
دفعہ ۹ میں دو تہائی اکثریت کے متعلق جو شرط درج ہے اس پر اعتراض کیا گیا ہے کہ یہ سخت ہے۔ اور اس سے یہ مقصود ہے کہ شراب فروشی کی ممانعت بے معنی ہو جائے۔ کیونکہ انتخاب کنندگان کی مطلوبہ تعداد کا پورا کرنا قریباً محال ہے۔ یہ اعتراض سابقہ واقعات کی تائید سے بے نیاز ہے۔ ۱۹۲۳ء میں لیجسلیٹو اسمبلی اور پنجاب لیجسلیٹو کونسل کے انتخابات کے دوران میں مختلف نیابتی حلقوں کی ووٹوں کا تناسب درج رجسٹر رائے دہندگان کی تعداد کی دو تہائی سے بھی زیادہ تھا اور بعض صورتوں میں تو جن اشخاص نے ووٹ دیئے ان کی تعداد ۷۵ - ۸۰ - ۹۰ بلکہ ۹۵ فی صدی تک پہنچ گئی۔ اس سے ظاہر ہے کہ لوکل آپشن ایکٹ میں رائے دہندگان کی ⅔ اکثریت کے متعلق جو شرط درج ہے وہ شراب کی کلی ممانعت کی راہ میں حائل نہیں ہو سکتی اور اگر عوام شراب کی دوکانیں قطعاً بند کر دینے کے متمنی ہیں تو کوئی وجہ نہیں کہ وہ اپنی مقامی جماعت کی تائید میں ووٹوں کی مطلوبہ تعداد مہیا نہ کر سکیں۔

ممالک غیر کی درآمد شراب قانون امتناع سے مستثنےٰ نہیں

عوام اس غلطی میں مبتلا نظر آتے ہیں کہ ممالک غیر کی شراب لوکل آپشن ایکٹ کے دائرہ نفاذ میں نہیں آتی۔ "ممالک غیر کی شراب" سے صرف انگریزی شراب مراد نہیں بلکہ درآمد شراب کے علاوہ اس میں وہ بھی شامل ہے جو ہندوستان میں تیار ہوتی ہے۔ لوکل آپشن ایکٹ کی دفعہ ۹ میں ایک خاص قاعدہ درج ہے جس کے ذریعہ خاص حالتوں میں ممالک غیر کی شراب کی فروخت پر بندش عائد کی جا سکتی ہے۔ ایسی صورت میں جبکہ ولائتی شراب کی فروخت ایکٹ مذکور کی دفعات دفعہ ۳ کی نفاذ میں عمل ہو تو بروئے قانون لوکل گورنمنٹ کو لازم ہے کہ کلکٹر کو ولائتی شراب کی فروخت کا لائسنس دینے سے منع کر دے۔ اس دفعہ کی صرف ایک استثنےٰ ہے اور وہ یہ کہ اگر اختیار یافتہ لوکل باڈی نے دیسی شراب کے متعلق کوئی ریزولیوشن پاس کیا ہو یا کوئی ریزولیوشن پاس کر دے تو اُس کی شرائط کے مطابق یا لوکل گورنمنٹ کی خاص اجازت سے ولائتی شراب کی فروخت کا لائسنس دیا جا سکتا ہے۔

دیسی شراب کی آمدنی ولائتی شراب سے بہت زیادہ ہے

بعض اخبارات نے یہ غلط بیان کیا ہے کہ چونکہ دیسی شراب کی آمدنی ولائتی شراب کی آمدنی سے کم ہوتی ہے۔ اس لئے گورنمنٹ نے دیسی شراب پر تو بندشیں عائد کر دی ہیں۔ لیکن ولائتی شراب کو ان بندشوں سے مستثنےٰ رکھا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ دیسی شراب سے ولائتی شراب کے مقابلہ میں بہت زیادہ آمدنی حاصل ہوتی ہے ۱۹۲۵-۲۶ء میں جہاں دیسی شراب سے ۱۶۶۳۰۸۷ روپیہ آمدنی ہوئی وہاں ولائتی شراب کی آمدنی صرف ۱۶۰۲۶۳ روپیہ یعنی بقدر ۴۲½ لاکھ روپیہ زیادہ ہوئی ۱۹۲۲-۲۳ء میں ولائتی شراب کی آمدنی دیسی شراب کے مقابلہ میں بقدر ۱۸ لاکھ اور ۱۹۲۳-۲۴ء میں بقدر ۲۷ لاکھ





روپیہ زیادہ تھی۔

بعض بے بنیاد نکتہ چینیاں

راولپنڈی اور امرتسر کے ڈپٹی کمشنروں کے خلاف اس بنا پر کسی قدر نکتہ چینی کی گئی ہے کہ اُنہوں نے یہ قرار دیا ہے کہ ماہ مارچ ۱۹۲۶ء کے پہلے ہفتہ میں وہاں کی میونسپل کمیٹیوں نے جو ریزولیوشن ایکٹ مذکور کی دفعہ ۳ کے تابع پاس کئے اُن کا نفاذ یکم اپریل ۱۹۲۶ء کی بجائے یکم اپریل ۱۹۲۷ء کو ہوگا۔ ایسی صورتوں میں جو قانون دفعہ ۳ کی تحتی دفعہ (۳) میں منضبط ہے۔ اس کا منشا یہ ہے کہ جس سال ریزولیوشن پاس کیا جائے اس کے بعد آئندہ تقویمی سال کو اس پر عملدرآمد کیا جائیگا۔ بالفاظ دیگر اگر جنوری فروری یا مارچ میں کوئی ریزولیوشن پاس کیا جائے تو اس سال کے یکم اپریل کو اس پر عملدرآمد نہیں ہوگا بلکہ آئندہ سال کے یکم اپریل کو ہوگا۔ اس سے یہ امر بخوبی واضح ہے کہ راولپنڈی اور امرتسر کے ڈپٹی کمشنروں کی کارروائی قانون کے عین مطابق تھی۔

آئندہ سال کی شرط اس لئے رکھی گئی ہے کہ شراب کے لائسنسوں کا نیلام جنوری میں ہوتا ہے اور اسکے بعد اس سال دوکانوں کو بند کر دینا قابل عمل ہے۔ راولپنڈی اور امرتسر کی میونسپل کمیٹیوں نے جو ریزولیوشن پاس کئے ہیں ان پر لوکل آپشن ایکٹ کے مطابق وقت معینہ پر کارروائی کیجائیگی۔ اس دوران میں راولپنڈی کے ڈپٹی کمشنر صاحب نے میونسپل کمیٹی کے ریزولیوشن کے اس حصہ پر جو شراب کے اوقات فروخت پر قیود عائد کرنے سے متعلق تھا عمل بھی کر دیا ہے۔

گورنمنٹ کی پالیسی ہمیشہ یہی ہے کہ شراب پر بندشیں عائد کی جائیں اور ایسی مقامی جماعتوں کی ہر طرح حوصلہ افزائی کی جائے جو پنجاب لوکل آپشن ایکٹ کی دفعات و ضوابط کا فائدہ اُٹھانا چاہتی ہیں۔

لاہور ۳۰ جون۔ آج رات کے ۱۰ بجے کے بعد ایک ہوائی جہاز آسمان پر چکر لگاتا سا ہوائی جہاز کے ساتھ ایک بجلی کے لیمپ کی جگہ اور روشنی نظر آتی تھی (رجسٹر ڈاک ترس)

شری دربار صاحب امرتسر کا واقعہ

(از محکمہ اطلاعات پنجاب)

شری دربار صاحب امرتسر کے واقعہ کی تفصیل قریبًا وہی ہے جو اخبارات میں شائع ہو چکی ہے۔ مورخہ ۱۱ و ۱۲ جون کو اکالی دل کی سرپرستی میں سربت خالصہ کانفرنس کا اجلاس بمقام امرتسر منعقد ہوا۔ جس میں کئی ریزولیوشن پاس کئے گئے ان میں سب سے اہم ریزولیوشن اس مضمون کے تھے کہ قانون گوردوارہ اس قابل نہیں کہ اس پر عملدرآمد کیا جائے۔ نیز شرومنی گوردوارہ پربندھک کمیٹی کا ایک عارضی نیا نظام ترکیبی مرتب کیا جائے جس سے سکھوں کی جتھہ بندی مضبوط ہو سکے۔

ان قراردادوں کی سخت مخالفت ہوئی اور بابا کھڑک سنگھ نے جو سربت خالصہ کانفرنس کے صدر تھے اظہار ناراضگی کے طور پر کرسی صدارت خالی کر دی اور بعد ازاں ایک اخباری نمائندہ سے ملاقات کے دوران میں نہایت صراحت سے بیان کیا کہ اگر مجھے معلوم ہوتا کہ کانفرنس میں ایسے ریزولیوشن پیش کئے جائینگے تو میں صدارت کا عہدہ اس حالت میں ہرگز قبول نہ کرتا۔ بلکہ شامل ہونے سے بھی گریز کرتا۔ علاوہ ازیں شرومنی اکالی دل کے اراکین بھی کانفرنس کے ان فیصلوں سے اپنی علیحدگی کا اظہار کرنے کے لئے فکرمند تھے اور جونہی سربت خالصہ کانفرنس ختم ہوئی اُنہوں نے اپنے ایک خاص اجلاس میں کانفرنس مذکور کے ان ریزولیوشنوں کو منظور کرنے سے انکار کر دیا اور سنٹرل بورڈ کے لئے اپنے امیدواران کو کھڑا کرنے کا فیصلہ کر لیا اس پر ان اکیس اشخاص کی سب کمیٹی کی طرف سے جو کانفرنس کی قراردادوں پر عملدرآمد کرنے کے لئے مقرر کی گئی تھی ایک اشتہار بدیں مضمون شائع کیا گیا کہ ہم ان قراردادوں کو عمل جامہ نہیں پہنا سکتے تاوقتیکہ بنتھ اکالی دل سے اُسکی علیحدگی کے متعلق جواب طلب نہ کرے اور سب کمیٹی مذکور کو منتھ اپنی امداد کا یقین نہ دلائے۔ اشتہار مذکور میں یہ بھی بیان کیا گیا کہ ہم پنتھ کی خاطر ہر قسم کی قربانی کرنے کو تیار ہیں۔ لیکن پیشتر اس کے کہ ہم کوئی کام کر سکیں پنتھ کی امداد لازمی ہے۔ اس اشتہار سے غالبًا یہ نتیجہ اخذ کیا گیا کہ سب کمیٹی کے اکیس اشخاص میں سے تمام پر یہ بھروسہ نہیں کیا جا سکتا کہ وہ اس ضمن میں کافی بیباکانہ جارحانہ اقدام سے کام لینگے اس لئے ان میں سے نو اشخاص نے اور اخبارات کے بیان کے بموجب پانچ نے جو اپنے آپ کو سدھار دل کے نام سے تعبیر کرتے تھے اور جو اقلیت میں ہونے کے باوجود کانفرنس کے ریزولیوشنوں پر عمل کرنے پر تلے ہوئے تھے اکال تخت اور شرومنی گوردوارہ پربندھک کمیٹی کے دفاتر پر زبردستی قبضہ کرنے کی کوشش کی۔ عام سکھ پبلک نے اس جبر کے خلاف اظہار بیزاری کیا۔ یہاں تک کہ سکھوں کے انتہا پسند فریق کے نمائندہ اخبار اکالی تے پردیسی نے بھی اسکی مخالفت کی اور اسے وحشیانہ طاقت کے اظہار سے تعبیر کر لیا۔ کیونکہ بقول اخبار مذکور اکال تخت سکھوں کی دھارمک شان و عظمت کا مظہر اور کل اکالی تحریک کا مرکز ہے۔ اس لئے کسی فرد یا جتھے کو یہ حق حاصل نہیں کہ وہ گوردواروں یا شرومنی گوردوارہ پربندھک کمیٹی کے دفتروں کا قبضہ طلب کرے۔ اخبار مذکور نے یہ بھی بیان کیا کہ اول تو سربت خالصہ کانفرنس کا جس کے نام پر یہ وحشیانہ حرکات کی گئی ہیں۔ طے شدہ اصولوں کے مطابق منعقد نہیں کی گئی تھی۔ اور دوسرے جب تاشوں سے اکالیوں کی دو جماعتوں کے مابین صلح کرا دی تھی تو پھر ایسے ریزولیوشنوں کی جو کانفرنس مذکور میں پاس کئے گئے کوئی ضرورت نہ تھی۔ اکال تخت پر حملہ کے متعلق اخبار مذکور نے یہ رائے ظاہر کی کہ جو اشخاص عدم تشدد کے حامی ہیں۔ اُنہوں نے ہی اکال تخت پر خوفناک ہتھیار استعمال کئے اور وہ اس سے اکال تخت کی بے حرمتی کے مرتکب ہوئے بابا گوردت سنگھ نے جو شرومنی اکالی دل کے پریذیڈنٹ ہیں۔ اور

سربت خالصہ کانفرنس کی استقبالیہ کمیٹی کے صدر تھے اس "جتھہ گردی" یعنی خلافِ قانون کارروائی میں شریک ہونے والوں کے عمل پر سخت نکتہ چینی کی اور اسے برا کہا۔ اس ضمن میں یہ بھی بیان کیا جا سکتا ہے کہ شرومنی گوردوارہ پربندھک کمیٹی نے ڈپٹی کمشنر امرتسر سے بذریعہ تحریر درخواست کی تھی کہ وہ صورتِ حال پر قابو پانے میں اسے مدد دیں۔ اگر اس تحریر میں امداد کے لئے صریح درخواست نہ کی جاتی تو ممکن ہے کہ صاحب ڈپٹی کمشنر ۱۹ جون کو زیر دفعہ ۱۴۴ ضابطہ فوجداری حکم نافذ کرنے پر اپنے آپ کو مجبور نہ سمجھتے۔ اس امر کی توضیح بھی ضروری ہے کہ جیسا کہ بعض حلقوں میں غلط فہمی سے سمجھا گیا ہے۔ حکم مذکور کی رو سے اکال تخت قبضہ خاص میں نہیں لایا گیا تھا۔ بلکہ صرف ان لوگوں کو جن کا شارنہ سے تعلق نہ تھا اور وہاں بہ تعداد کثیر جمع ہو گئے تھے۔ وہاں سے چلے جانے کے لئے متنبہ کیا گیا تھا تاکہ گرفتاریوں کے سلسلہ میں کوئی خلل واقع نہ ہو۔ یہ حکم جس دن نافذ ہوا اس کے اگلے دن واپس لے لیا گیا تھا۔ کیونکہ اس کے نافذ رہنے کی ضرورت نہ رہی تھی۔ اب صورتِ حالات بامن ہے اور یقین کیا جاتا ہے کہ اس معاملہ میں تمام تکلیف کا خاتمہ ہو چکا ہو

پیرس ۳۰ جون پیرس کا ایک تار مظہر ہے کہ پرتگال کے موجودہ سیاسی حالات کے متعلق جو اعلانات شائع ہوئے تھیں انہیں پولیس نے ضبط کر کے کئی سربرآوردہ اصحاب کو گرفتار کر لیا ہے جن میں تین سابق وزیر اعظم یعنی جنرل سکارڈ دسوجونز۔ سینہور ڈو منگراڈ لانوز۔

لیڈر مخالفت اور سینہور الوارو کاسٹرو لیڈر تحریک جمہوری بھی شامل ہیں۔ ان میں سے موخر الذکر کو انگولہ میں جلاوطن کیا جائیگا۔ اس کے سوا ان کے سابق وزیر جنگ سنہور جلیدو۔ ایبیرو سابق وزیر خزانہ سینہو پیٹانو۔ رجوبیرا بھی گرفتار کر لئے گئے ہیں جنکا تعلق مخالف ڈیموکریٹک پارٹی سے تھا۔ (رشید ماڈرن)

خبریں

مدراس ۲۸ جون۔ سوراجیہ کے سیاسی نامہ نگار کو قابل وثوق ذرائع سے معلوم ہوا ہے کہ وزراء نے سر کے۔ پی۔ راما سوامی آئر کے ساتھ ذاتی طور پر اور بحیثیت عہدہ کے جو نامناسب روش اختیار کر رکھی ہے اس کے خلاف اظہار ناراضگی کر کے۔ پی۔ راما سوامی آئر نے گورنر مدراس کی خدمت میں اپنا استعفے بھیج دیا ہے۔

(رشید ماڈرن)

شملہ ۲۸ جون۔ جو سوراجی ممبر پہلے پنجاب کونسل میں سے اُٹھ کر چلے گئے تھے ان میں ڈاکٹر گوکل چند نارنگ لیڈر سوراجیہ پارٹی مع دیگر ۳ سوراجی ممبروں کے کونسل میں چلے گئے۔ انہوں نے دوران ملاقات میں بیان کیا ہے کہ ہم نے لینڈ بل کی بحث میں حصہ لینے کا فیصلہ کیا ہے۔ لیکن چونکہ ہم یہ نہیں کہہ سکتے کہ یہ بل کب پیش ہوگا۔ اس لئے ہم نے فوراً ہی شرکت کا فیصلہ کیا ہے۔

(ر)

بنگال ۲ جولائی کو ہونے والے بنگال کونسل کے اجلاس میں ایک ریزولیوشن اس امر کا پیش کیا جائیگا کہ ۵۰ فیصدی سرکاری نوکریاں مسلمانوں کو دی جائیں لیکن اس میں دو ترامیم ۔۔۔۔ پیش کی جائینگی جن میں گورنمنٹ سے درخواست کی جائیگی کہ وہ ۴۵ فیصدی نہیں بلکہ ۶۰ اور ۸۰ فی صدی نوکریاں مسلمانوں کو دے۔

(ر)

عبدالقادر سب انسپکٹر پولیس نے جو کرنے بانس میں گولی چلائی تھی اس کے متعلق معلوم ہوا ہے کہ تفتیش ختم ہو گئی ہے۔ دس معزز ہندوؤں کی شہادتیں قلمبند کی گئی ہیں۔ جن میں ان اصحاب نے کہا ہے کہ اس وقت کوئی ایسا خطرہ نہ تھا جسکی وجہ سے گولی چلانی ضروری ہوتی وغیرہ وغیرہ دیکھئے اس تحقیقات کا کیا نتیجہ نکلتا ہے۔ پبلک بے تابی سے انتظار کر رہی ہے۔

(ر)

الہ آباد ۲۰ جون۔ فرقہ وارانہ کشیدگی ابھی تک جاری ہے۔ صرف پانچ چھ آدمیوں کو گلیوں میں . . . . . . کر دینے کی وارداتیں ہوئی ہیں۔

(ر)

دہلی ۲۰ جون۔ گذشتہ دو دن میں کئی مکانات کی تلاشی لی گئی۔ پانچ گرفتاریاں جو پہلے ہو چکی ہیں ان کے علاوہ ۸ ہندو اور گرفتار کئے گئے۔ یہ معلوم نہیں کہ ان کے خلاف الزام کیا ہے کل اور بھی گرفتاریوں کی امید کی جاتی ہے۔

(ر)

راولپنڈی ۲۰ جون۔ کل ہندوؤں مسلمانوں اور سکھوں کا ایک جلسہ ٹاؤن ہال میں منعقد ہوا۔ جس میں یہ طے پایا کہ چودہ اصحاب کی ایک کمیٹی زیر صدارت ڈاکٹر شوارٹ پرنسپل گارڈن کالج اس مقصد کے لئے مقرر کی جائے کہ یہ گورنمنٹ سے فرقہ وارانہ فسادات کے باعث دریافت کرے اور ایسے ذرائع تجویز کرے جس سے کہ آئندہ ایسے واقعات رونما نہ ہوں۔ سردار تیجا سنگھ وکیل اس کمیٹی کے سکرٹری مقرر ہوئے۔ اس کمیٹی میں ۶ مسلمان ۳ سکھ اور پانچ ہندو بطور ممبر شریک ہونگے۔

(ر)

دیناج پور ۲۰ جون۔ ڈاکٹر کچلو یہاں پہنچ گئے انہیں مسلم انجمنوں کی طرف سے خیر مقدم کے ایڈریس دیئے گئے جنکا جواب دیتے ہوئے ڈاکٹر صاحب نے ہندوؤں اور مسلمانوں دونوں سے کہا کہ انہیں میرے تریق کو ایسا کرنے کے لئے کہنے کے بغیر خود اپنے اختلافات طے کر لینے چاہئیں۔ ذاتی طور پر میرا یہ خیال ہے کہ گانا بجانا اور مسجدوں کے سامنے باجہ معمولی سوالات ہیں اور مانا

یو۔پی۔ امریکن مشن جگسنگھوہی کا کام

ناظرین! میرے دل میں کئی ایک دنوں سے یہ خیال موجزن تھا کہ مسیحی کار بندوں کی دلیری کے لئے جگسنگھوہی کلیسیا کے مختصر حالات بذریعہ نور افشاں کے لکھوں۔ اس لئے مندرجہ ذیل سطور میں اُن خیالات کا اظہار کرتا ہوں۔

قریباً چالیس سال کا عرصہ گذر گیا ہے جب سے کہ یو۔پی۔ مشن نے موضع جگسنگھوہی ضلع جہلم میں خدا کی بادشاہت کا کام شروع کیا۔ جگسنگھوہی ضلع جہلم ایک بڑا قصبہ ہے اور آبادی زیادہ تر مسلمانوں کی ہے۔ اگرچہ قریباً ½ اجزا ہندو سکھ آباد ہیں۔ لیکن طاقت زیادہ مسلمانوں کی ہے۔ بہت دیر تک سکول کے ذریعے انجیل کی بشارت ہوتی رہی لیکن کوئی پھل نظر نہ آیا۔ قریباً ۱۰ سال کا عرصہ ہوا ہے جبکہ ایک ہندو طالب علم مسیحی ہوا جس کی وجہ سے ہندوؤں اور سکھوں نے علیحدہ ایک سکول قائم کر لیا۔ اس سکول کے شروع ہوتے ہی مشن ۔۔۔ دری مڈل سکول جگسنگھوہی کو زوال شروع ہو گیا۔ یہاں تک کہ صرف ۹۰ ہی طالب علم مشن سکول میں رہ گئے۔ لیکن پادری ای۔ای۔ کمبیل صاحب بہادر مینیجر نے ایسے نازک موقع پر بڑی دلیری اور ہوشیاری سے کام لیا۔ جس کے سبب آہستہ آہستہ سکول میں طلباء کی تعداد کی پھر ترقی ہوتی گئی۔ پر ایسی ترقی نہ ہوئی جس سے کہ مشن کے لوگوں کو خوشی ہو۔ تعداد اور تعلیم کی حالت دوسرے سکول کی نسبت گری ہوئی تھی۔ اس حالت کو دیکھ کر مشن کے دل میں کئی دفعہ یہ خیال گذرا کہ بہتر ہوگا کہ جگسنگھوہی کا کام بند کر دیا جاوے۔ پر خدا کو ہرگز یہ منظور نہ تھا وہ اپنے کام کی بربادی کو کبھی دیکھنا نہیں چاہتا اگرچہ بہت سے لوگوں کے دلوں میں نا امیدی تھی اور مشن کی حدود میں یہ جگہ سخت مانی جا چکی تھی۔ لیکن خدا کی طاقت کے سامنے کوئی طاقت مقابلہ نہیں کر سکتی۔ جگسنگھوہی کے سکول کی قسمت اچھی تھی کہ خدا نے ۵ اگست ۱۹۲۱ء کو مسٹر ڈبلیو۔ ایم۔ عزیز ایا صاحب کو اس سکول کا ہیڈ ماسٹر مقرر کر دیا۔ جس وقت ہیڈ ماسٹر صاحب موصوف یہاں آئے تو طلباء کی تعداد ۱۲۵ تھی اور مخالف سکول کی تعداد ۲۰۵ اور مشن کے کام کی حالت گری ہوئی تھی۔ آتے ہی انہوں نے خدا کی طاقت پر پورے طور پر بھروسہ کر کے تمام خاص و عام کے ساتھ رسوخ پیدا کرنے کی کوشش کی۔ اور تمام اُستادوں کو ہدایت کی کہ جو وفاداری کے ساتھ کام کریگا اُس کا انجام اچھا ہوگا۔ عرصہ ۲ ماہ میں ہی ۱۲۵ سے ۱۸۰ تک طلباء کی تعداد بڑھ گئی۔ اور پہلا ہی نتیجہ ایسا اچھا نکلا کہ بہت سے لوگوں کے دل مشن سکول کی طرف راغب ہو گئے۔ اب مخالف سکول کی تعداد اور تعلیم ہر دو میں تنزل شروع ہو گیا۔ حالانکہ اس سکول کا ہیڈ ماسٹر بھی پرانا تھا جو اب تک موجود ہے۔ مشن سکول کی تعداد اور تعلیم بہت اچھی ہو گئی یعنی قریباً ۲۵۰ تک طلباء کی تعداد ہو گئی۔ انسپکٹر صاحبان نے بھی مشن سکول کو عزت کی نگاہ سے دیکھنا شروع کر دیا اور اس کے ساتھ ہی انسپکٹر صاحبان بڑی خوشی سے ہیڈ ماسٹر صاحب موصوف کو اس علاقے کے لوئر مڈل اور پرائمری سکول کا منتظم قرار دیا ہے۔ اگرچہ ہیڈ ماسٹر صاحب موصوف کو ان سب باتوں کی خوشی تھی۔ لیکن وہ زیادہ تر اس بات کو چاہتے تھے کہ جگسنگھوہی میں مسیحی نظر آویں اور کلیسیا بھی قائم ہو جس کے وسیلے مسیح کی بشارت زیادہ تر دی جائے۔ کلیسیا قائم ہونے کی خواہش پہلے پیدا ہوئی کہ کئی ایک اشخاص کو مسیح کی لگن ہو گئی تھی اور مددگاروں کی اس کام میں بڑی ضرورت تھی۔ آخرکار خدا کے فضل سے جگسنگھوہی میں کلیسیا قائم ہو گئی اور کلیسیا کو قائم ہوئے قریباً تین ہفتے ہی ہوئے تھے کہ دو طالب علم اس سکول کے بپتسمہ پا کر مسیحی کلیسیا میں شامل ہو گئے اور سیالکوٹ سی۔ ٹی۔ آئی بارہ پتھر میں بھیجے گئے۔ لیکن اُن کے رشتہ دار اُن کو واپس لے آئے۔ اُن دو طالب علموں کے مسیحی ہونے کی وجہ سے جگسنگھوہی کے سارے علاقے میں بڑا شور برپا ہوا اور مخالفوں کو مشن کے کام کی بربادی کا پھر موقعہ ملا۔ لیکن خوشی کا مقام ہے کہ ہیڈ ماسٹر صاحب موصوف کے رسوخ اور ہمدردی اور محبت کی وجہ سے کام کو کچھ نقصان نہ پہنچا۔ بلکہ طلباء کی تعداد میں آگے سے بھی زیادہ ترقی ہو گئی۔ اور مخالف شرمندہ ہوئے۔ یہ بھی خوشی کی بات ہے کہ ان دونوں جوانوں کو اگرچہ واپس لایا گیا۔ لیکن وہ علانیہ طور پر مسیح کا اقرار کرتے اور اس کو اپنا نجات دہندہ مانتے ہیں۔ یہ بھی خوشی کی بات ہے کہ اس علاقے میں سکول ہذا کے ذریعے سے کئی ایک اور متلاشی پیدا ہو گئے ہیں۔ سب مسیحی بھائیوں سے عرض ہے کہ وہ اپنی دعاؤں میں ان مسیحی نوجوانوں اور متلاشیوں کو ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ یاد کرتے رہیں اور نیز تمام جگسنگھوہی کے کام کے لئے دعا کریں کہ جلدی یہ علاقہ مسیح کے لئے جیتا جاوے

ماسٹر افراہیم ٹیچر

امتحان سنڈے سکول یونین پنجاب

یہ امتحان اس سال ۱۰ جولائی ۱۹۲۶ء کو ہوگا۔ سوالات جنوری تا جون ۱۹۲۶ء کے امریکن انٹرنیشنل اسباق کے مطابق ہونگے۔ مزید واقفیت امتحان کے لئے امتحانی سکریٹری کو لکھئے۔

المشتہر

فضل آلہی ہیڈ ماسٹر مشن ہائی سکول جہلم
سکریٹری امتحانی
پنجاب سنڈے سکول جہلم

گرمی سے گھوڑوں کی موتیں

گذشتہ چند روز سے کلکتہ میں سخت گرمی پڑ رہی ہے نتیجہ کو یہ اس قدر شدت اختیار کر گئی کہ کئی گھوڑے مر گئے اور کئی اشخاص بیہوش ہو گئے۔ لیکن لو لگنے سے موت واقع ہونے کی کوئی اطلاع نہیں ملی کلکتہ کے بعض علاقوں میں برف کی قلت تھی۔

(عام)

مایوس و لاعلاج مریضوں کو مژدہ

ڈاکٹر ایچ۔ جے۔ لوریسر

بی۔ ایم۔ ڈی۔ ڈی ایس سی۔ بی۔ ایچ۔ ایم۔ ڈی

ایچ۔ وائی۔ ایم۔ بی۔ اے۔ ایم۔ ایچ۔ سی۔

ڈاکٹر ایچ۔ جے لوریسر کے نام سے کونسا خواندہ پنجابی اور ہندوستانی بے خبر ہے۔ آپ کا کار اکیورٹیسنگ ایٹ دنیا بھر میں مشہور دوائیں ہیں۔ جو آپ بھی عورت مرد کے ان امراض کے لئے تریاق کا حکم رکھتے ہیں۔ جنکے علاج سے عموماً ناامید ہو چکے ہیں۔ آپ چند ماہ سے ۱۸ لارنس روڈ لاہور میں مقیم ہیں۔ آپ کا شفاخانہ میکلوڈ روڈ قریب دفتر نور افشاں لاہور کھلا ہے۔ جہاں صبح کے ۸ بجے سے شام کے ایک بجے تک اور شام کے ۴ بجے سے ۷ بجے تک علاج کیا جاتا ہے آپ ایک دفعہ ڈاکٹر صاحب کے زیر علاج ہو کر دیکھیں بفضل خدا شفا کا ضرور انعام پائینگے۔

بواسیر کی گولیاں

بواسیر خونی و بادی کا تیر بہدف علاج۔ صرف ایک ہفتہ میں کامل صحت کی گارنٹی۔ قیمت فی شیشی ایک روپیہ آٹھ آنہ (عہ) محصول ۶؎

سرمہ مقوی بصر

آنکھ امراض چشم خل دھند پڑوال۔ جالا پھولا۔ سرخی۔ ناخنہ۔ خارش۔ ککرے۔ ضعف بصر وغیرہ کا علاج بصارت چشم کو بڑھاتا ہے۔ بڑھاپے تک نظر کو قائم رکھتا ہے بچے۔ بوڑھے۔ جوان۔ مرد۔ عورت ہر وقت ہر حالت اور ہر موسم میں استعمال کریں۔ قیمت فی تولہ صرف ۱۲؎ محصول ڈاک ۶؎

مینیجر دوائی خانہ حکیم مولوی محمد ضیاء اللہ

امرتسر

اشتہار کتب

سفر دکن۔ حیدرآباد دکن کے حالات اور اس میں پادری علی بخش صاحب کے لیکچر اور مباحثوں کی کیفیت صفحہ اصل ۸؎ رعایتی ۴؎

سرگذشت رابنسن کروسو۔ ایک غیر آباد جزیرہ میں ایک شخص کا تنہا رہنا۔ صفحہ ۲۲۶۔ عمر

صنعت و دستکاری کی ترقی۔ ہندوستان کی صنعتوں۔ کارخانوں وغیرہ کے حالات صفحہ ۸۴۔ ۲؎

شہادت قرآنی بر کتب ربانی۔ بائبل کے متعلق قرآن کی تمام عربی آیات معہ اردو ترجمہ و قرودی نوٹ صفحہ ۱۰۲ اصل ۸؎ رعایتی ۴؎

سورج پرکاش کی سرگذشت۔ ایک ہندو خاندان کے مسیحی ہو جانے کا حال کہانی کے طرز پر صفحہ ۱۳۵ ۴؎

سیموئیل پورس کی سوانح عمری۔ ایک جبشی لڑکے کی روحانی زندگی کے تجربے صفحہ ۴۴۔ ۱؎

سیموئیل اڈیجے کروور۔ ایک حبشی غلام جو فریقہ کا بشپ ہو گیا صفحہ ۳۰۔ ۱؎

سوال و جواب مختصر۔ ویسٹ منسٹر شارٹر کیٹی کزم صفحہ ۴۴۔ ۱؎

سرحد کا خادم۔ بنوں مشن ہسپتال کے ڈاکٹر پنل صاحب کی شہادت کا ذکر صفحہ ۴۲۔ ۱؎

سبت کو یاد رکھ۔ بشپ رائل کے ایک خط کا خلاصہ صفحہ ۴۲۔ ۳ پائی۔

سمیر وائے۔ ہندوؤں کے سینکڑوں مختلف فرقوں کے بانیوں کی زندگی۔ تعلیم۔ عقائد اور مقدس کتب کے دلچسپ حالات۔ صفحہ ۲۹۲۔ ۲؎ مجلد ۱۰؎

سوال و جواب اور گیٹ۔ اٹکن صاحب کے سوال و جواب نظمی صفحہ ۴ سو پائی رومن ۳ پائی۔

مطالعہ قدرت کے متعلق کہانیاں باتصویر بچوں کے لئے مفید ہے حصہ ۸؎

کرنتھیوں کے نام مقدس پولس کے دوسرے خطے کی تفسیر ۱۲؎

سکرٹری پنجاب ریلیجس بک سوسائٹی انارکلی لاہور

تین بیماریوں کی حکمی دوائیں

(۱) درد خشک ہو یا تر یا پرانا مجرب اور تیر بہدف دوا ہے۔ دوبیا خور اس کے کھانے سے چند گھنٹوں کے اندر سانس کی ساری تکلیف دور ہو کر آدمی تندرست ہو جاتا ہے۔ قیمت عہ

(۲) ہر قسم کی کمزوری دور کرنے میں لاثانی اور مجرب ہے خواہ کیسی ہی کمزوری ہو قیمت فی شیشی عہ

(۳) اس کے استعمال سے روزانہ تپ۔ جو تقریباً پہلے ہی دن رک جاتا ہے۔ ورنہ دوسرے دن تو ضرور ہی بفضل خدا رک جاتا ہے۔ قیمت فی شیشی ۱۲؎ محصول ڈاک بذمہ خریدار۔

المشتہر

ڈاکٹر اے۔ این اوبیڈیا۔ خورجہ ضلع بلند شہر

یوئنگ کرسچن ہائی سکول لودھیانہ

یہ بورڈنگ مسیحی لڑکوں کی دینی اور دنیوی تعلیم کے لئے بہت عرصے سے جاری ہے۔ مشن نے ابتدائی تعلیم کو اعلےٰ اور مکمل بنانے کی غرض سے حصہ لوئر پرائمری کی تین جماعتیں ایک امریکن خاتون کی زیر نگرانی کر دی ہیں اور چار ہندوستانی خواتین انکی مدد کرتی ہیں۔ اس سے چھوٹے بچوں کی تعلیم کا انتظام بخوبی ہو گیا ہے شرح خوراک لوئر پرائمری سے ہائی تک سات روپیہ ماہوار ہے۔ کلاس فیس سرکاری شرح ہے۔ متفرق اخراجات عہ ماہوار فی طالب علم ہے۔ کتابوں کی قیمت اور سٹیشنری اس کے علاوہ ہے۔ بورجینیز انتظام چالیس فیصدی غیر مسیحی طلبا بھی داخل ہو سکتے ہیں۔ اس سکول میں ہر قسم کا فرنیچر مثلاً کرسی میز۔ الماری۔ وغیرہ موجود ہے علاوہ ازیں ہر لڑکا ۱؏ سے ۱؏ تک کر ڈرکونول ۲؏ سے ۳؏ تک۔

مزید حالات پرنسپل صاحب و ہیڈ ماسٹر صاحب سکول ہذا سے دریافت ہو سکتے ہیں۔

نور افشاں کے لئے نئے خریدار دیجئے۔

اپڈیٹر ڈبلیو۔ جے کلارک صاحب ایم۔ اے مینیجر نور افشاں ایمپرس روڈ لاہور کے لئے پنجاب پریس لاہور میں باہتمام لالہ دیوا نچند صاحب پرنٹر چھپا۔